اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۷) مطبوعہ ۲ جولائی ۱۸۹۷ء بروز جمعہ جلد (۲۵)

ایڈیٹوریل نوٹس

راستی کی فضیلت

راستی موجب رضائے خداست ٭ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

راستی قوم کو سرفرازی بخشتی ہے پر گناہ قوموں کے لئے رسوائی ہے۔ امثال ۱۴: ۳۴ - اس عالمگیر قانون سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔ جو قومیں عروج و اقبال سے گریں گناہ کے سبب سے گریں۔ ہندوستان کا گرنا اور رسوا ہونا گناہ کے سبب سے ہوا۔ مصر اور یونان اور روم کی رسوائی اور بربادی گناہ کے سبب سے ہوئی۔ قوموں کی عدالت قیامت کے بعد نہیں ہوگی۔ اُن کی عدالت اسی دنیا میں ہوتی رہتی ہے۔ خدا کی قدوسیت آگ کی مانند ہر وقت اور ہر زمانہ میں اُن کو پرکھتی ہے۔ ہندوستان کے بارہ میں ایک شاعر کہتا ہے۔

نظم

کیا مرہٹے کیا مغل سادات کیا افغان کیا

عہد میں سب کے رہی یاں بارش ابر بلا

راستی مہر و محبت مٹ گئیں سب خوبیاں

دمبدم طوفان بدی او عیب کا بڑھتا رہا

یاس سے حالت عجب اک ہند پر طاری ہوئی

بحر بے پایاں میں گویا سخت طوفاں تھا بپا

بے طرح چھایا ہوا تھا ابر ظلمت چار سو

کوکب رہبر کا ڈھونڈھے نہ ملتا تھا پتا

اِس اندھیرے میں اُجالا ناگہاں پیدا ہوا

چشمہ حیوان کا ظلمت میں نشاں پیدا ہوا

ڈوبنے کے جب نظر آنے لگے آثار سے

تب نجات آئی یہاں ساتوں سمندر پار سے

آ کے انگلستان نے طوفان کو للکارا کہ بس

باز رہ اے فتنہ اپنی گرمی رفتار سے

مدتوں کی سختیوں سے ملک چھوٹا یک قلم

ہند کو اپنوں نے دی اگر نجات اغیار سے

اب نہ چھوڑیگا یقین رسموں کی لڑ کاٹے بغیر

راستی رہتی ہے کب بدیوں کی جڑ کاٹے بغیر

یسعیاہ اِس مضمون پر ایک عمیق سوال کرتا ہے۔ کون ہم میں سے اُس مہلک آگ میں رہ سکتا ہے؟ اور کون ہم میں سے ابدی شعلوں میں ٹھہر سکتا ہے؟ (یہاں پر آگ سے جہنم کی آگ مراد نہیں ہے بلکہ خدا کی قدوسیت سے مراد ہے جو کہ اب حرکت میں ہے) پھر اس طرح جواب دیا جاتا ہے۔ "وہ جو راستی سے چلتا ہے اور سیدھی باتیں کرتا ہے جو اُس سود کو جو جور و جفا سے حاصل ہو حقیر جانتا ہے جو رشوت کے علاقہ سے اپنا ہاتھ کھینچتا ہے جو اپنے کان بند کرتا ہے تاکہ خونریزی کے مضمون نہ سنے اور آنکھیں موندتا ہے تاکہ زیانکاری نہ دیکھے" یسعیاہ ۳۳: ۱۴ و ۱۵۔ اِس سے کیسا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جو صرف راستی سے ہے پائیدار رہتا ہے اور باقی سب کچھ جلایا جاتا ہے۔ کوئی یہہ خیال نہ کرے کہ اب عدالت نہیں کیجاتی اگر عدالت اِسوقت نہ ہوتی رہتی تو اتنی قومیں کیوں برباد ہو جاتیں نبی دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ اسرائیل کا نور ہی آگ بنیگا اور اُسکا قدوس ایک شعلہ ہوگا یسعیاہ ۱۰: ۱۷۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے اور یہہ آگ سارے گناہ کو بھسم کر ڈالتی ہے چنانچہ نبی پھر کہتا ہے کہ بدکاری آگ کی طرح جلاتی ہے ۹: ۱۸۔ اِن آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی قدوسیت ہر ایک خاندان اور ہر ایک برادری اور ہر ایک قوم کو پرکھتی ہے اور جس قدر زیادہ بدکاریاں ہیں آگ کا شعلہ اسی قدر زیادہ سوزش اور تپش کے ساتھ

سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۳ کالم اوّل سطر ۱۴۔

نورافشان

پادری اے ایچ یوئنگ صاحب ایم اے + ایڈیٹر
پادری ایچ گولکناتھ صاحب
پادری طالب الدین صاحب بی اے + پادری پی سی اوپل صاحب - ایسوشیٹ ایڈیٹرز

ملکہ کے عہد میں ہندوستان کی ترقی

ایک وعظ جو ڈائمنڈ جوبلی کی متعلق

جالندھر شہر کی کلیسیا میں دیا گیا

یونان کے شاعروں کا اکثر یہہ قاعدہ رہا ہو کہ جب کبھی وہ اپنی وطن کی تہذیب اور مہمات کا ذکر کرتے تھے تو اپنے بہادروں اور ہیروز کی مہمات کے راگ الاپتے تھے عموماً قوموں کا بھی قاعدہ رہا ہو کہ جب کبھی اُن کے ملکی ستارے کی شان اور شوکت اوج پر تھی تب ہی وہ اپنے ملک کی عمارات اور شاعروں اور بہادروں کے مدح خوان تھے مگر اہل یہود کا ایک یہہ خاصہ تھا۔ کہ وہ اپنے وطن کی شان و شوکت دیکھکر خدا کی طرف مخاطب ہوتے تھے اور تمام بزرگی اور جلال اُس کی بجالاتے تھے ۔ چنانچہ ۔ ۴۸ زبور کی آخری آئتیں میرے بیان کی تائید کرینگی ۔ گیارھویں آیت سے ۔

* کوہ صیہون خوش ہووے ۔ یہوداہ کی بیٹیاں خوشی کریں تیری عدالتوں کے سبب صیہون میں گھومو ۔ اور اُس کے چوگرد پھرو اُس کے بُرجوں کو گنو تم اُس کے شہرپناہ کو دل سے غور کرو اور سوچکے اُس کے محلوں کو دیکھو ۔ تاکہ تم آنے والی پشتوں کو اُس کی خبر دو ۔ کہ یہہ خدا ابدالآباد ہمارا خدا ہی تا دم مرگ وہی ہماری ہدایت کریگا +

آج قریباً تمام دُنیا میں ملکہ معظمہ وقیصرہ ہند کے ساٹھ سالہ سلطنت کی نظر ثانی کیجاتی ہو مضمون تو بڑا وسیع ہو ۔ اور اُس کے ہر ایک سال کی جدا جدا جزو بندی ہو سکتی ہو ۔ اور اُس پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہو ۔ مگر ہم نے ایک امر کو مدنظر رکھا ہو یعنے کہ کل جلال اور بزرگی جو اس شصت سالہ سلطنت کے متعلق دیکھی جاتی ہو وہ صرف خدا کو دینی چاہیے ۔ ہم اس شصت سالہ عہد کے اُسی حصہ کا ذکر کرینگے جس کا تعلق ملک ہند سے ہو اور یہہ بیان کئی ایک پہلوؤں سے ہو سکتا ہو ۔ مگر وقت کی قلت کی وجہہ سے ہم صرف ایک سرسری نگاہ اُن پر ڈالینگے مدت ہوئی کہ انگلستان کے اعلیٰ رکنوں میں سے ایک نے ہند کی برٹش سلطنت کے بارے میں یہہ کہا کہ (ملک ہند) ہمارے ہاتھ میں بطور ایک متبرک امانت کے ہو ۔ اور واقعی ہندوستان کا برٹش سلطنت کے زیر حکومت آنا قدرتی ہو اور جو کچھ نمایاں ترقیں سلطنت انگلشیہ کے متعلق اس گذرے ساٹھ سال میں نمودار ہوئی ہیں ۔ وہ قابل غور ہیں +

اہل ہنود کے راج میں یہہ صورت ترقی نہیں تھی جو آج دیکھنے میں آئی ہو ۔

ہندوؤں کا راج مدت تک ہندوستان میں قایم رہا اور اُن کی تہذیب اُن کی کتابوں میں بھر ہو گئی ہو پر انگلشیہ راج کے مقابل میں جو آریہ ہی فرقہ میں سے ہو ہندوؤں کی ترقی تہذیب کچھ تاب نہیں لا سکتے کیونکہ انگلش قوم تو اپنے ملک میں بھی ترقی کر لی گئی اور آج تک کرتے جاتے ہیں +

اور اگر وہ ہندوستان میں وارد نہ ہوتی اور بخت خفتہ ہند کو نہ جگاتی ۔ تو اُن کی تہذیب خاک میں مل جاتی ۔ کیونکہ جہاں ترقی کی صورت نہیں ہو ۔ وہاں زوال ضرور برپا ہوگا ۔ چنانچہ ہندو تہذیب اور اخلاق کچھ عرصہ تک ترقی کر کے یورپ کی قوموں کے مقابل ترقی کے میدان میں ڈیڑھ ہزار برس پیچھے رہ گئے مگر اس شصت سالہ عہد انگلشیہ میں ہندوستان نے جو کایا پلٹی ہو اور جو نمایاں ترقیں نظر آ رہی ہیں وہ محتاج بیان نہیں اسی طرح ملک ہند کی اسلامی سلطنت کئی صدیوں تک ہندوستان میں قایم رہی اور اسلامی تہذیب اور مذہب کا اثر ہندوؤں کی لٹریچر اور تہذیب اور روشل معاملوں میں زیادہ تر بخرب الاخلاق ہوا مثلاً پردہ کے رواج کا جاری ہونا اور کئی ایک ہندوؤں کی تہذیب کے نشانات کا استیصال ہونا مگر انگلشیہ راج کے قدم فیض رکھنے سے نہ صرف اُن کے دین اور تہذیب کا اثر اس ملک کے تمام تعلقات پر رہا ہو حتیٰ کہ ہندوستان کا موجودہ خاکہ کسی اور ہی ڈھنگ میں نظر آتا ہو ۔ بلکہ اہل ہنود و اہل اسلام کی تہذیب اور دین اور لٹریچر کو معدوم ہونے سے اسی انگلشیہ راج نے بچایا ہو اور اُس کے زیر سایہ اور حمایت میں ہر ایک صنعت اور حرفہ میں جداگانہ ترقی روز افزوں نظر آتی ہو ۔ چنانچہ انعقاد انجمنیں اور سماجیں اور سبھائیں اس کی شاہد ہیں +

جب سے ملکہ معظمہ کا راج ہندوستان میں قایم ہوا ہو تب ہی سے سلسلہ تعلیم ایک محکم بنیاد پر قایم ہوا ہو اور اسی تعلیم کی بدولت حب الوطنی اور آزادگی لوگوں کی دامنگیر ہوئی ہو اور اسی تعلیم کی بدولت ذات پات کے پرنے ڈھیلے ہو گئے ہیں اور برہمن اور چھتری جنہوں نے سیاحی کا کبھی نام بھی نہ لیا تھا آج بلا تکلف ملکوں کا سیر کرتے ہیں اور بروقت واپسی وہ اپنے بھائی بندوں سے خارج نہیں کئے جاتے اور آزادگی کی یہ صورت ہو ۔ کہ انگریزی اور دیسی اخبارات کھلے دلسے نکتہ چینیاں کرتے ہیں اور ملکی حقوق قایم کرنے کے لئے بلا دہشت اپنی آواز بلند کرتے ہیں اور اپنے قلم تیز رقم کو چلاتے ہیں ملکہ معظمہ کا وہ پروکلیمشن یعنے اعلان جو غدر کے بعد ۱۸۵۸ء میں مشتہر کیا گیا اُس کے ثمرے آج دیکھے جاتے ہیں +

ہندوستانیوں کے حقوق قایم ہوتے جاتے ہیں بلکہ پارلیمنٹ تک ہمارے ملک کے لوگ پہنچے ہوئے ہیں بعض لیجسلیٹو کونسلیں ہند میں قایم ہو گئی ہیں اور سول سروس کی بندشیں بھی دور ہوتی جاتی ہیں اور ملک کی بہبودی اور ترقی کے لئے لوکل گورنمنٹ کے حقوق بھی ٹھہرائے گئے ہیں القصہ جو کچھ ہوتا ہو اس ملک کی

2nd, 1897.

d foundered.

n. June 26.
rd the Royal
owed by liners,
rds and Com-
fleet to-day at
A successive
-five miles of
us cheers.

n. June 26.
ent's reply to
rded and diplo-
negotiations.

n. June 27.
wired his good
lee day. Her
ed him.
torm and light
et last night at
pectacle, each
c lights.

n. June 27.
hat the Mus-
and surprised
ght ensued, in
ere killed and
paring to retal-

n. June 28.
at the Khalifa
urman, where
00 cavalry.

n. June 28.
knowledge in-
telegrams from
esty expresses,
anks for the
fection.

n. June 28.
pointed by the
reports the
e only can be
st.

n. June 29.
he total loss of
amer "Aden,"
ff Scotra. Some
, but the actual

a. June 30.
in the Tochi
The evidence
s goes to show
great coolness
onel Bunny's
lown, and was
etreat.

d, June 29.
t Mr Rennell
British Mission
en safely, and
ed that the re-
ory, though de-

T.

ortant themes
ce thankfully
ons should be
Nur Afshan,

PTION.

2/8. English
e. 1/)=Rs. 3/8
e As13=Rs.2/8,
ver Rs. 2/2 each
nd 4s. and 6s.
$1. and $1. 50

nt to those how
d stopped.



سیوعی کے لئے ہوا ہی اور طرفہ تر یہ ہے کہ ملکہ معظمہ کی خاص توجہ اِس ملک پر ہی ہے - اور اب تک جاری ہے - اُسی کے عہد کے حُسن تہذیب کے ہم سب خوشہ چین ہیں بلکہ معظمہ کے عہد میں مذہب عیسوی نے جو کچھ ترقی کی ہے - وہ بھی توجہ کے لائق ہے - ایکطرح سے آنجہانی کی ہی عہد میں مشنیں قایم ہوئیں اور زیر حفاظت رہیں ہیں +

مسیحی اشاعت اور تلقین بلا مزاحمت ہوتی رہی ہے اور جو کچھ اِس مذہب کا اثر غیر مسیحیوں پر پڑا ہے وہ ہر ایک اہل شناس پر عیاں ہے +

ہندوستان کی مختلف قباحتیں دختر کشی ستی - صغر سنی کی شادیاں - ٹھگی وغیرہ رفع کی گئی ہیں اور ہوتی جاتی ہیں - اور اسی مذہب کے طفیل سرکار انگلشیہ کے نقائص بھی دور ہوتے جاتے ہیں - چنانچہ مسکرات کی تجارت گورنمنٹ نے اِس ملک میں جائز تو رکھی ہے جس کی وجہہ سے بہتوں کی خانہ بربادی اور جان تلفی ہوئی ہے مگر اُسی قوم میں سے بہت سے لوگ ایسے صاحب پیدا ہوگئے ہیں جو اُس کی انسداد میں کوشاں ہیں - اسی طرح کوئی بیجا کارروائی جو اِس ملک میں ہوتی ہے اور جس کی مسیحی مذہب تائید نہیں کرتا اُس کی ستی چند روزہ بھی ہوتی ہے - کیونکہ ملک انگلستان کے مسیحی مذہب کی آواز مدہم یا بند نہیں ہوگئی ہے - بلکہ جب کبھی موقع پڑا ہے وہ آواز اپنے شہرہ و زور کا جوہر دکھلاتی ہے - شاہی دربار سے بد اخلاقی کا نام تک اُٹھ گیا ہے اور خصوصاً ہم بس شصت سالہ سلطنت کے متعلق اُن نتایج کا جو مسیحی مذہب کے باعث اس ملک میں پیدا ہوئے ہیں مختصر ذکر کرینگے +

ساٹھ سال ہوئے کہ کہیں کہیں مشن قایم ہونے کے آثار نظر آتے تھے - گو اُنہی مشنری کام اس ملک میں قیصر ہند دام اقبالہا کے عہد سے شروع ہوا کیونکہ اُسی کے عہد میں کُل ہندوستان انگریزوں کے قبضہ میں آیا +

ساٹھ سال ہوئے کہ ایک یا دو مشن کے علاوہ جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے وقت قایم ہوگئیں - اور کوئی مشن قایم نہ تھی - اب اکانوے سے زیادہ مشنیں اس ملک میں کام کر رہی ہیں ساٹھ سال ہوئے کہ عیسائیوں کی تعداد بہت ہی کم تھی اور پنجاب میں تو ایک بھی دیسی عیسائی نہ تھا مگر آج کُل ہندوستان میں پچیس لاکھ سے زیادہ دیسی عیسائی ہیں جو سال بسال مشن کے کام کے لئے دو لاکھ سے زیادہ روپیہ دیتے ہیں - اسی عہد کے اثنا میں ایک وہ وقت بھی تھا جب معدود دے چند تعلیم یافتہ عیسائی پائے جاتے تھے - اب پچاس فی صدی تعلیم پاتے ہیں - ہندو اور مسلمانوں کے مقابلہ میں جو اثر مسیحی مذہب کا دیسی مسیحیوں پر پڑا ہے وہ بھی قابل توجہ ہے پردہ کے رواج کا نام تک نہیں ہے مستورات کی قدر کی جاتی ہے اُن کے گھروں میں ہوم لایف دیکھنے میں آتی ہے - لڑکے اور لڑکیاں مساوی تعلیم پاتے ہیں حسن معاشرت اوضاع و اطوار اور دیگر سوشیل معاملات اور ادب میں ہندوستان کے مسیحی غیر مسیحیوں سے کہیں بڑھ کر ہیں اور اسی وجہہ سے غیر مسیحیوں میں سے کئی ایک جو تعلیم میں گوئے سبقت لے گئے ہیں - عیسائیوں کیساتھ میل جول کرنا پسند کرتے ہیں جسمانی ورزشوں میں بھی نسبتاً وہ ہندو اور مسلمانوں سے تو قیر لے گئے ہیں وہ سرکار انگلشیہ کے وفادار ہیں اور اُن کی اطاعت غیر مصنوعی اور حقیقی ہے اُن کے تمدن اور اخلاق بھی بالمقابل ہندو اور مسلمانوں کے افضل تر ہیں - آیندہ قومیت کے علامات بھی اسی فرقہ میں زیادہ تر نظر آتے ہیں - کیونکہ اُصول اتحاد و یگانگت جس کے موجودہ زمانہ میں ہندو اور مسلمان دونوں در پے ہیں - اسی میں پائے جاتے ہیں - کیونکہ وہ تو مختلف فرقوں میں سے نکل کر بلا امتیاز قومی ایک فرقہ میں شامل ہوگئے ہیں - اور جس قومی اتحاد کو کہ نیشنل کانگریس قایم نہ کر سکی حالانکہ مختلف فرقہ اُس میں شامل ہیں - اور اُن کا ایک ہی ملکی مدعا تھا - وہ اتحاد و یگانگت اس مسیحی فرقہ میں عجیب طور سے اپنا گھر کر گئی ہے -

چنانچہ - جو ایڈرس مسیحیوں کی طرف سے پیش ہوا - اُس میں تمام مسیحیان کیا کیتھولک اور کیا پروٹسٹنٹ بلکہ ملکہ معظمہ کے مسیحی بھی متفق الرائے ہیں - وقت کے قلیل ہونے کی وجہہ سے میں اِس مضمون کو طوالت نہیں دیسکتا - مگر ہمکو اِس امر کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ سرکار انگلیشیہ کا اِس ملک میں ہونا انتظام الٰہی ہے جس کے لئے ہم کو باریتعالیٰ کا نہائت شکر گذار ہونا چاہئے - کیونکہ اس عہد میں سلامتی فراوان ہے اور رحمت اور راستی جو الٰہی انتظام کا اس دنیا میں ایک حصّہ ہے - وہ اس شاہی خاندان میں بھی پائے جاتے ہیں جس کے سلئے ہمکو ناشکرا اور ناسپاس نہ ہونا چاہئے بلکہ ڈرتے اور کانپتے ہوئے - اپنی ملکہ معظمہ کی عزت بجالانے اور اُسکی مطیع اور وفادار رعیت ہوکر صلح اور امن کے ساتھ اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کرنا چاہئے اور اِس بات کو ہرگز نہ بھولیں کہ خدا کا ہاتھ ہمارے اوپر ہے اور جو کچھ وقوع میں آتا ہے وہ اُس کی مرضی اور ارادہ سے باہر نہیں - لہذا -

جلال اور بزرگی ستایش اور حمد باپ بیٹے اور روح القدس ایک خدا کو ابد الآباد ہووے + آمین

ریزولیوشن

مفصلہ ذیل ریزولیوشن مسس نیوٹن صاحبہ کی وفات کی خبر سنکر جالندھر کی کلیسیا نے انعقاد جلسہ میں اختیار کیا -

جالندھر کلیسیا کے شرکا اور باقی جماعت کو مسس نیوٹن صاحبہ کی خبر سنکر جو واقعہ ۱۰ جون ۱۸۹۷ء کو بمقام مسوری ہوئی سخت رنج ہوا ہے - بدیں وجہہ یہہ اجتماع جلسہ قرار پایا کہ ہم اپنے رنج اور غم کا اظہار کریں میم صاحبہ مرحوم ہر دل عزیز تھیں - اپنی زندگی میں اُن کا رسوخ اور میل جول ہر ایک مسیحی خورد و کلان اور ادنیٰ و اعلیٰ کے ساتھ محبتانہ اور لطفانہ تھا - اُن کا کلام متاثر اور سلوک نوجوانوں کے ساتھ دلربا ہوتا تھا - وہ ایک دیندار اور متحمل مزاج صاحبہ تھیں - اُنکی وفات سے کلیسیا کے سر سے ایک مہربان اور ہمدرد دستگیر کا ہاتھ اُٹھ گیا ہے - لہذا ہم یہہ چند سطور اپنے رنج کے اظہار کرنے کے لئے بطور کلیسیائی کارروائی کے درج کتاب کرتے ہیں - اور ڈاکٹر سی بی نیوٹن صاحب اور باقی پس ماندگان کے لئے ہمدردی اور غمگساری کا اظہار کرتے ہیں - اور ہماری دعا ہے کہ تسلی اور تشفی دینے والا خدا اِس غم کے موقعہ پر اُن کے ساتھ ہووے +

مُراسلہ

ضربِ مجیب زُنیب

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

نورافشاں ۲۸ مئی ۱۸۹۶ء بصیغہ مُراسلات صفحہ ۵ کالم وسط کے آغاز میں لیکھرامی علم ہماری نسبت نظر آیا ہمارے مجیب کی پہلی غلطی مضمون کے بیوقت شائع کروانے میں یہہ ہوئی کہ اپریل کے اخبار میں نہ بھیجا اور اس سے اُن لوگوں کو ایک بڑا حصہ خوشی کا ہاتھ نہ آیا جو اپریل فول سے زیادہ مس رکھتے ہیں۔ دوسری غلطی یہہ ہوئی کہ قطعہ تاریخ کا صلہ دیتے وقت ہمارے مضمون کا آخری فقرہ سارے کا سارا پیٹ میں اُتار گئے (ایک کے تخرجہ کو ملاحظہ فرمائیے) تیسری غلطی یہہ ہوئی کہ ہمارے مضمون کو شائع ہوئے کُل ۲ ہفتہ کا عرصہ ہوا مگر انعام بقول مجیب کئی سال پیشتر سے مہیا کر رکھا تھا شاید قادیانی الہام ہوا ہو گا۔ چوتھی غلطی یہہ ہوئی کہ جس طرح قطعہ تاریخ کا تیسرا مصرعہ نہیں سمجھے اسی طرح کُل مضمون کا نفس مطلب بھی دوست کے ہاتھ نہ آیا اور اُس ہماری تحریر کو آبائی مذہب کا پاس خیال کیا مگر پہلی ہی سطر میں یہہ عبارت ملاحظہ نہ فرمائی کہ پنڈت لیکھرام آریہ سماج مذہب کے لحاظ سے ہمارے دوست نہ تھے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ آنکھوں کے آگے ناک سوجھے کیا خاک۔

خدا کا پاک کلام ہم کو سکھلاتا ہے کہ رونے والوں کے ساتھ روؤ رومیوں ۱۲/۱۵ مگر ہمارا مجیب مقتول پنڈت کے رونیوالوں کے ساتھ رونیوالے پر شادیانہ بجاتا ہے مگر سعدی کے مشہور قول کو یوں جھٹلاتا ہے کہ ؎

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

ہمارا بھی بخوبی اس امر میں ایک نمونہ دے گیا ہے جبکہ وہ لعزر کی قبر پر رویا شاید ہمارا مجیب کہے ہے کہ وہ اُسکا دوست تھا تو ہم کہینگے کہ مسیح کا وہ حکم کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو ایسی تفسیر کرنیوالے کے قلم کو توڑتا ہے۔ پانچویں غلطی یہہ ہوئی کہ مجیب صاحب نے اپنے نام کو اس طرح چھپایا کہ معلوم ہو بڑا شرمیلا اور لجیلا ہے اب ہم حیران ہیں کہ کس کو مخاطب کر کے اس انعام کا اکرام عطا کریں ہم نے امینٹ کی عینک لگا کر ایک ایک لفظ مضمون مذکور کا دیکھا مگر راقم کے نام کی بو تک نہ آئی بری شکل و طرز تحریر عبارت سے پتہ لگا کہ ہو نہو کوئی محمدی ہے کیونکہ اگر مسیحی راقم ہوتا تو اُس کے قلم سے حضرت عیسیٰ کبھی نہ نکلتا بلکہ خداوند یسوع مسیح پس ہم صرف اتنے ہی اشارہ پر چند لفظ پیش لاتے ہیں جو مجیب کے خندہ دندان نما کے توڑنے کو کافی ہوں گے۔

اول مولوی واجد علی صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ ملتان

دیانند سرستی کے انتقال پر

اے آریہ ورت تیری بدقسمتی پر مجھے رونا آتا ہے کچھ درمیان سے چھوڑ کر اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم خیر خوار پرورش پائیں۔ دیکھئے انجمن اسلامیہ کے سکرٹری ہیں جو دیانند سرستی کو اماں سمجھتے ہیں (محمد صاحب سے پرورش نہیں ہوئی) پھر کہتے ہیں کہ ہم ان واہی تباہی پھندوں سے نکلیں۔ (انجمن اسلامیہ کا سکرٹری کیا کہتا ہے واہی تباہی پھندے اسلام کے عقائد) پھر کہتا ہے اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم ان واہیات رسمیات کے بندوں سے رہائی پائیں۔ (سکرٹری اسلامیہ کیواسطے واہیات رسمیں وہی ہوں گی جو مذہب اسلام میں ہیں) پھر کہتا ہے کہ وہ ہمیں بولنا سکھاتا تھا (دیانند سرستی) اِس سے بڑھکر مولوی محمد مراد علی یمارا ڈیٹر راجپوتانہ گزٹ کی رائے کا ملاحظہ بھی خالی از لطف نہ ہو گا سوامی جی مہاراج نے ہمارے شہر میں انتقال فرمایا......

میں نہایت صحیح سمجھتا ہوں کہ سوامی جی مہاراج کی یادگار نہ صرف آریہ مت کے لوگوں کے دلوں میں رہیگی بلکہ انگریزوں ہیودیوں مسلمانوں وغیرہ کے سوا (عیسائیوں پر مہربانی کی کہ انکا نام نہیں لکھا) خود اُن لوگوں کی کتابوں اور دلوں میں بھی سوامی جی کی یادگار قیامت تک ہوگی جو اُن سے جھگڑتے رہے ہیں (مجھے یہاں ایک اور جملہ معترضہ یاد آیا کہ جب ناسخ کا انتقال ہوا آتش نے شعر لکھنا چھوڑ دیا جبکہ ناسخ کی وفات کی تاریخ بھی مگر یاد رہے کہ یہہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے) پھر کہتے ہیں کہ ایسے باکمال بار بار کہاں پیدا ہوتے ہیں۔

سر سید مولوی سید احمد خاں صاحب جو مجمعہ مسلمان ہیں اور علیگڈھ کالج کے بانی مبانی یوں فرماتے ہیں کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ سوامی دیانند سرستی صاحب نے جو زبان سنسکرت کے بڑے عالم اور وید کے بہت بڑے محقق تھے ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو ۶ بجے شام کے اجمیر میں انتقال کیا وہ نہایت نیک اور درویش صفت آدمی تھے اُنکے معتقد اُنکو دیوتا جانتے تھے وہ بے شبہ اسی لائق تھے۔ ہم ہمیشہ اُنکا نہایت ادب کرتے تھے ہر مذہب والے کو اُنکا ادب لازم تھا اگر وہ مادہ کو ازلی نمانتے تو اُنکا اور مسلمانوں کا عقیدہ ہر کل متحد تھا۔

پھر مولوی عبدالرحیم صاحب مدرس مدرسہ دیوال قطعہ تاریخ بزبان فارسی میں آپکو اسی دکھاتے ہیں ؎

بگو عبدالرحیم ایں سانحہ پر درد و غم افزا
کہ ایں آشوب محشر زا چسان افتاد در دُنیا
کہ شد یوم الضحٰی دبقر عید لیل الدجٰی در دیدہ مردم
مگر گوئی کہ گردید آفتاب از چرخ ناپیدا

دیکھو یہہ مولوی ہو کر بقر عید کی کیا درگت کر رہے ہیں

بدل گفتم مگر محشر بپا شد ہائے ہاتف گفت
کہ نفس نیدی سفر کرد از جہاں کن زبدۂ سالک

ت ہم نے بھی بحالت محویت دیانند کی وفات پر یہہ سوعفا کہا تھا
۵ پر ستت مم نیک نہ دھیارے جو وہ بھوں ۵ سُن چار تو ایک دیا نہ دین
جگت میں ۶۰، ۹۴ سمت نکلتے ہیں۔ اسکا صلہ بھی مرحمت ہو۔



دیکھو مولوی ہو کر دیانند سرستی کے مرنے ہی پر قیامت کو
موقوف کر بیٹھے۔

ہندوستاں جو شمع آریہ مذہب منور کرد
چراغ مشرب و ملت ہم افروخت در دنیا

اگر ہم نے لیکھرام کو آسمان آریہ سماج کا تارا کہا تو کیا قصور
کیا ہم کیوں گردن زدنی ٹھہرے یہاں تو مولوی صاحب کچھ اور ہی
کہہ رہے ہیں اور ہم نے تو اس واسطے کہ شاگرد اپنے استاد سے بڑا
نہیں لیکھرام کو اپدیشک آریہ سمجھکر آفتاب کی رعایت سے تارا کہا کیونکہ
دیانند سرستی ضرور آریہ سماج کے آسمان میں آفتاب تھے۔

یہ جرم تو تیغ ہی رکھا تھا گلے کو۔
منہہ سے کوئی بدبات نہ نکلی تھی جلے کو۔

اب یہہ بین آپکے روبرو پیش ہیں جوان کو کہئے وہی ہو تاہم بھی
منظور کرتے ہیں ہم مان لیتے ہیں کہ یہہ ہمارا بڑا قصور ہوا کہ مسلمانوں کی
صورت انکی موت پر ہنستے نہیں۔ پڑیں پتھر سمجھ پر آپکے سمجھے تو کیا سمجھے۔
کسی تعزیت میں مذہبی شاخ لگانا آپکی دانشمندی نہیں تو اور کیا ہے آخر
میں ہم بصد افسوس عرض کرتے ہیں کہ ہمارے قتل کرنے کو آپنے
پنڈت مقتول کا ہتھیار ہاتھ میں لیا ذرا پردہ سے باہر نکلئے۔ ہم بھی
مانی انذری تصویر صنم دیکھیں تو۔ کس طرح کھینچے ہو تو زلف کا خم دیکھیں تو۔
پھر آپ کہتے ہیں کہ ہم کو اس کی تصانیف کی تعداد بھی
معلوم نہیں یہ کس فقرہ سے منتج ہوتا ہے ہم نے مضمون کے شروع
میں مقابلہ کیواسطے دونوں مذہبوں کی صرف ایک ایک کتاب کا
نام لیا یعنے تکذیب محمدیت اور صداقت رگ وید انہیں دونوں سے
پنڈت جی کی چرب زبانی کا نتیجہ دکھلایا تھا اور آخر میں خدا کے کلام
سے ایک لمبا وعظ بدزبانی کے حق میں لکھکر آریہ اپدیشکوں کو نصیحت
کی تھی اور انکو بتایا تھا کہ اس کی ہدایت آپکو وید سے نہیں مگر خدا کے
کلام سے ملسکتی ہے اور ہمارے درمیان سے سفر کرنیکا نتیجہ یہہ ہو
کہ وہ مستحق حفاظت خود اختیاری کو کیوں عمل میں نہ لائے تاکہ مرزا
صاحب کو اس طرح کاذب بناتے جس طرح ڈاکٹر ہنری مارٹن
کلارک صاحب نے عبداللہ آتھم مرحوم کی حفاظت کرکے قادیانی کو جھوٹا
کیا۔ خیر چونکہ نورافشاں میدان جنگ باہمی نہیں ہے اس لئے ہم اس
مضمون کو زیادہ طوالت دینا پسند نہ کرکے اس دنگل کو ختم کرتے
ہیں اب دوسری بانگ ہم سننا نہیں چاہتے بذریعہ افشاں نام
نامی کچھ خدمت سامی کیجائیگی۔

کیدارناتھ ازقائم گنج ۔ واعظ انجیل

گوہر دل عزیز

صفات مذکورہ سے محمد کی خبر نہیں ملتی

حبیب۔ یہہ جو کچھ تم نے کہا وہ صحیح ہے اب ذرا صفات
مذکورہ کے اعتبار سے تو ثابت کرو کہ محمد صلعم کے حق میں
وہ نشان نہیں ہیں۔

مضطر۔ رحمک اللہ وھذا الحق فیکون (۱)
تمنے استثنا ۱۸: ۱۵ کا پہلے پیش کیا ہے کہ موسیٰ نے کہا۔ خداوند جو تمہارا
خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند
برپا کریگا جو کچھ وہ کہے اُسکی سب سنو۔ اس آیت میں خطاب
اسرائیلیوں کو کیا گیا ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے
یعنے بنی اسرائیل میں سے ایک نبی تم اسرائیلیوں کے لئے آویگا
اور اس سبب سے وہ قوم کے لحاظ سے تمہارا بھائی ہوگا۔ اور محمد
تو اسرائیلی نہیں بلکہ شاید اسماعیلی ہے وہ اسرائیلیونکا بھائی نہیں
ہو سکتا۔

حبیب۔ بھائی تو وہ دو شخص آپس میں کہلاتے ہیں جو والد یا والدہ
یا دونوں کی طرف نسبت ایک ہی رکھتے ہوں۔ اسلئے بنی اسرائیل کے
بھائی بنی اسماعیل ہونگے کیونکہ ابراہیم کے دو لڑکے اسماعیل و اسحاق
ہوئے جو والد کی طرف نسبت ایک ہی رکھتے ہیں اور یہہ آپس میں
بھائی کہلائے۔ اس وجہہ سے انہی کی اولاد آپس میں بھائی ہوئی۔
پس چونکہ محمد بنی اسماعیل سے ہیں اس لئے بنی اسرائیل کے بھائی ہونگے
نہ کہ بنی اسرائیل ہی اسرائیل کے بھائی ہوں۔

مضطر۔ اولاً لونڈی کا لڑکا نہ تو بھائی کہلاتا اور نہ کوئی
حق بھائی بننے کا رکھتا ہے اگرچہ لونڈی وہ لڑکا اپنے آقا ہی سے جنی
ہو اس لئے اسماعیل جسے ہاجرہ لونڈی نے اپنے آقا ابراہام سے
جنا کسی طرح اسحاق کا بھائی کہلانیکا حق نہیں رکھتا۔ اس سبب
سے اسماعیل کی اولاد کو اسحاق کی اولاد سے کوئی بھیاری اور برادری
نہیں۔

ثانیاً۔ آیت مذکورہ میں جب خطاب قوم اسرائیل کی طرف
کیا گیا ہے اور بموجب قاعدہ کلام قومی برادری ایک ہی قوم کے
اشخاص میں بولی جاتی ہے اور بمطابق علم الفرائض قومیت میں نسلی
برادرانہ ایک ہی قوم کے اشخاص میں قرار پاتا ہے تو حضرت محمد جو
بنی اسرائیل میں نہیں کیونکر قوم میں بنی اسرائیل کے بھائی
سمجھے جاسکتے ہیں۔

ثالثاً۔ آیت مذکورہ میں فرمایا ہے کہ وہ نبی اسرائیل تمہارے
لئے وہ نبی آویگا۔ اور محمد تو بنی اسرائیل کیلئے نبی ہونیکا دعوے
نہ کر گیا پھر اس آیت کے صفات کی خصوصیت کہاں محمد میں
پائی جاتی ہے۔

حبیب۔ درست ہے۔ اب آگے میری مانند برپا کرے گا
مطلب بیان کرو۔

مضطر۔ موسیٰ نے کہا کہ خداوند ..... ایک نبی میری مانند
برپا کریگا۔ یعنے جس طرح میں بنی اسرائیل کو فرعون ظالم کی غلامی
سے اپنی جان کو خطرے میں ڈالکر نکال لایا اور انہیں جسمانی غلامی
سے نجات دی اسی طرح وہ نبی تمہیں شیطان و جہان کی غلامی
و تعدی سے اپنی جانکو معرض خطر میں ڈالکر چھوڑا لیگا اور تمہاری
جانکو اپنی جان دیکر بچا لیگا۔ اور روحانی تکلیف سے نجات دیگا
اور جس طرح میرے ساتھ چلنے آنیوالے اور میری اتباع کرنیوالے
فرعونی قبضہ سے چھوٹکر غلامی کی تکلیف سے یقینی نجات پائے
ہیں اُسی طرح اُس کی اتباع کرنیوالے اور اُس کے پیچھے چلنے
والے شیطان کے قبضہ سے چھوٹکر جہنم کی اور شریعت کی بندش
کی تکلیف سے یقینی نجات حاصل کرینگے۔ محمد نے تو کسی قوم کے

بچا لینگے بلکہ اپنی جان خطرے میں نہ ڈالی بلکہ اپنے جسم کے بچا لینگے نے بہتوں کی جان نہ تیغ کرائی اور اُس کی اتباع کرنیوالے اور اُسکے ساتھ ساتھ چلنے آنے والے تکالیف سے اور جہنم سے بچنے و نجات پانیکا یقین بھی حاصل نہیں کرتے پھر موسیٰ کی مانند وہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

جیب۔ مانند سے مُراد یہہ ہے کہ جس طرح موسیٰ صاحب شریعت ہوا اُسی طرح وہ بھی صاحب شریعت ہوگا اور جس طرح موسیٰ ماں باپ سے ہوا اُسی طرح وہ بھی والدین سے ہوگا۔

مضطر۔ برادرم۔ تم ذرا بھی موقع کلام پر غور نہیں کرتے۔ دیکھو کہ موسیٰ چونکہ اس وقت شانِ رسالت میں کلام کر رہا ہے محض ضروریات رسالت و دین کی نسبت بولتا ہے۔ ماں باپ سے ہونا یا نہ ہونا تو کوئی اقتضائے رسالت و امر دین نہیں اس لئے یہہ بات اس امر میں داخل نہیں البتہ شریعت کی نسبت مانندیت اگر کہتے ہو تو وہ بھی محمد کو حاصل نہیں کیونکہ شریعت میں مانندیت تین معنے رکھتی ہے۔

(۱) یہہ کہ جو جو احکام و باتیں پہلی شریعت میں ہوں وہی دوسری میں بھی ہوں۔

(۲) یہہ کہ جیسے احکام و امور شریعت اولیٰ میں ہوں ویسے ہی شریعت ثانیہ میں بھی ہوں۔

(۳) یہہ کہ پہلی شریعت جس طرح ظاہری جدید ہو اسیطرح دوسری شریعت باطنی جدیدہ ہو۔ ان تینوں معانی میں کوئی معنے بھی شریعت محمدیہ میں بالکل نہیں کیونکہ ظاہری شریعت میں نہ تو وہ برابر ہے اور نہ مطابق و باطنی وہ خود ہی نہیں کہ شریعت محمدیہ باطنی خیالاتِ معاصی پر کوئی حکم سزا کا نہیں رکھتی اور نہ عنداللہ عاصی بتاتی۔

جیب۔ محمدی شریعت ظاہری شریعت میں موسیٰ کی شریعت کے برابر و مطابق ہے۔

مضطر۔ برادرم یہہ کیا کہتے ہو۔ دیکھو ظاہری شریعت چار ارکان پر مبنی ہے یعنی چار قسم کے قوانین اُس میں ہوتے ہیں (۱) فوجداری۔ (۲) عدالتی یا دیوانی۔ (۳) ملکی یا سلطانی (۴) عباداتی۔ اِنمیں سے کوئی حصہ بھی باکمال قرآن میں بیان نہوا اور توریت میں سب کچھ باکمال ہے اگر چہ ہو تو اس امر کا بھی مقابلہ کر لو۔

جیب۔ اس امر کو تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ قرآن میں ہر معاملہ او معاملات باکمال بیان نہیں ہے اس لئے مقابلہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

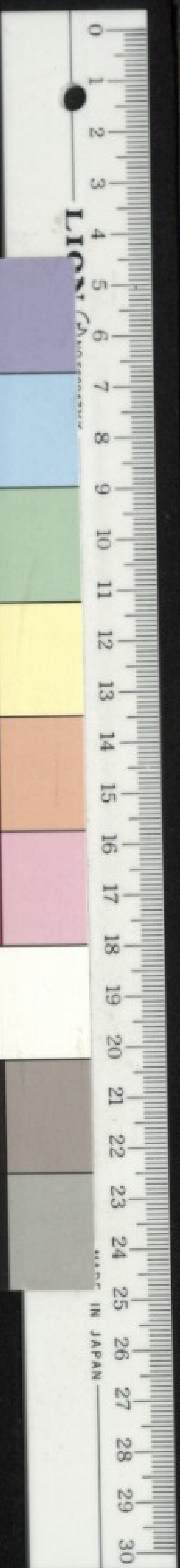
مضطر۔ جب تمہیں معلوم ہے کہ ہر معاملہ کا بیان باکمال قرآن میں نہیں ہے تو پھر توریت کی مانند قرآن نہونیکے باعث شریعت محمدیہ شریعت موسویہ کی مانند نہوئی اور تب شریعت ظاہرہ میں بھی موسیٰ کی مانند محمد نہوا۔

جیب۔ تمہاری باتوں کا جواب ملنا محال معلوم ہوتا ہے۔

مضطر۔ خیر یہہ ایک معجزہ خداوند نے مجھے مسیحیت کی حقانیت جتانے کیلئے عطا کیا ہے۔ اب آیت مذکورہ میں دیکھو آگے لکھا ہے کہ جو کچھ وہ کہے اُس کی سب سنو۔ یعنے جو کچھ وہ اسرائیلی مرد موسیٰ کی مانند کلام آلہی بتا دے اُسے تم سب مانو۔ اور جو کچھ وہ کہے کی تفسیر آگے کی دوسری آیت میں جو تم نے پیش کی ہے دی ہوئی ہے کہ خدا کہتا ہے کہ اپنا کلام اُس کے منہہ میں ڈالونگا اور میں اُسے جو کچھ حکم کرونگا وہ اُنہیں بتائیگا۔ یعنے جو کچھ وہ بنی آیندہ کہیگا وہ موسیٰ کی مانند بحکم ربانی کلام و حکم آلہی بتائیگا مگر فرق یہہ ہوگا کہ موسیٰ کو خدا نے اپنے ہاتھ سے لکھکر دو تختیاں پتھر کی دی تھیں اور زبانی باتیں بھی بتلائی تھیں لیکن اُسے خدا کوئی لکھا ہوا پروانہ و حکمنامہ نہ دیگا بلکہ اپنا کلام اُس کے منہہ میں ڈالدیگا یعنے اُس کی تمام باتیں جو اُس کے منہہ سے برآمد ہونگی وہ کلام اللہ ہونگی اور جو راز آلہی و حکم ربانی اُسے ملا ہوگا وہ اُنہیں یعنے اپنے لوگ بنی اسرائیل کو بتا دیگا۔

اب۔ دیکھو کہ محمد کے منہہ کی چونکہ تمام باتیں کلام اللہ نہیں مانی گئیں اور نہ ثابت ہیں اس لئے اُس کے منہہ میں خدا نے اپنا کلام نہ ڈالا اور پھر جو خدا نے آیت مذکورہ میں بتا دیا کہ اُسکے منہہ میں کلام ڈالونگا نہ کہ کسی کتاب کاغذی و تختی وغیرہ پر لکھکر اُسے دونگا وہ بھی محمد کے دعوئے و حال میں پایا نہیں جاتا کیونکہ اُس نے تو قرآن کو لکھی ہوئی کتاب نازل ہونا بتایا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ یعنے ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔ (ج ۳۰ - القدر) اور پھر قرآن کو محفوظ تختی پر لکھا ہوا بتایا ہے۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔ (ج ۳۰ - البروج) وہ بھی بے ثبوت باتیں۔ اور پھر آیت مذکورہ میں جو فرمایا ہے کہ جو کچھ حکم کرونگا وہ اُنہیں بتائیگا تو محمد نے تو راز آلہی کو نہیں بتایا حتیٰ کہ جو قرآن میں مقطعات پڑھ کے سنائے اُنکے مطالب بھی نہیں بتائے پھر وہ اس آیت کی پیشگوئی کا حق کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

غزل الغزلات کی آیت جو تم نے پیش کی ہے اُسکا مضمون یہہ بتایا ہے کہ یاحوبر کا رادیم خلو محمدیم - ذہ دودی رذہ رعی یابنوت یروشلایم یعنے ای یروسلم کی بیٹیو وہ جس کا گلا نہایت شیریں ہے اور جو بڑا پیارا ہے وہی میرا یار و دوست ہے اس عبرانی عبارت کی نقل میں تم نے کچھ غلطی کی ہے گرچہ مفہوم درست نہیں اصل عبارت جسقدر تم نے نقل کی ہے وہ پندرہ آیت کے آخر سے یوں ہے کہ یا خُوْر کالمّا ذیم۔ خلّو مَمتقیم۔ وکلو محمدیم ذِہ دودی وذِہ رعی بنوت یروشالایم۔ یعنے جوان ہے وہ رشک سرو ہے۔ اُس کا منہہ شیرینی ہے۔ ہاں سراپا عشق انگیز ہے ای یروسلم کی بیٹیو۔ اس میں اول لفظ محمد بجائے محمد ہے اور اگر بالفرض محمد بجائے حظی مان بھی لوں تو ظاہر ہے کہ ایسی قائیل یروسلم کی بیٹیوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ میرے یار اور میرے دوست کا پتہ یہہ ہے کہ اُسکا منہہ شیرینی ہوگا اور وہ عشق کا ہوگا جس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ اُس محبوب یا کا ظہور یروسلم کی لڑکیوں میں سے کسی سے ہوگا اس لئے خدا اُنہیں شناخت بتا دیتا ہے اور محمد کی نسبت تو تم جانتے ہو کہ وہ یروسلم کی لڑکیوں میں سے کسی سے پیدا نہ ہوا بلکہ آمنہ قریشی سے۔ اور لڑکی سے یعنے دختر سے پیدا نہوا بلکہ عورت سے۔ پھر اُسکا حلیہ اس



آیت بھی کہیں نہیں۔ اور انجیل سے جو یہہ عربی عبارت ہیں مسیح کا قول تم نے پیش کیا ہو وہ یہہ ہو کہ لکنی اقول لکم ان خیر لکم ان انطلق لانی ان لم انطلق لم یاتکم الفارقلیط فان انطلقت ارسلناہ الیکم فاذا جاءك یوبخ العالم علی خطیئۃ وعلی بر وعلی حکم الخ یعنی لیکن میں تم سے کہہ دیتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی اچھا ہو۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ فارقلیط یعنے تسلّی دینے والا تمہارے پاس نہ آویگا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اُسے تمہارے پاس بھیجونگا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہراویگا (یوحنا ۱۶ : ۷ و ۸) اس پیشینگوئی مسیح میں مسیح صاف یہہ بتاتا ہو کہ اس فارقلیط کو میں تمہارے پاس بھیجونگا جس سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ فارقلیط یعنے جیسا تم نے سمجھا کہ احمد مسیح کا بھیجا ہوا یعنی رسول المسیح ہوگا۔ لیکن تم محمدیان تو اس احمد کو رسول اللہ مانتے وجانتے ہو اور رسول المسیح نہیں۔ اگر مسیح کو اللہ مانو تو البتہ رسول المسیح کو دوسرا نام رسول اللہ بھی کہہ سکتے ہو مگر جب مسیح کو اللہ نہیں مانتے وجانتے تو رسول المسیح کو رسول اللہ کیسے کہہ سکے۔ اس لئے محمد کو جب اپنے دعوے کا اور تمہارے ایمان کے ہرگز وہ فارقلیط نہیں جسے خداوند مسیح نے بھیجا اور جس کی خبر دی پھر آیت مذکورہ میں یہہ بتایا گیا ہو کہ وہ فارقلیط دُنیا کو گناہ سے راستی سے وعدالت سے۔ یعنی ان سب باتوں سے تقصیر وار ٹھہراویگا۔ مگر محمد عربی نے تو راستی وعدالت سے دُنیا کو تقصیر وار نہیں ٹھہرایا اس لئے وہ معہود فارقلیط ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اَلغَرَض۔ اب صفات کے اعتبار سے بھی ثابت ہوگیا کہ محمد بن عبد اللہ عربی کے حق میں کوئی پیشینگوئی کتب مقدسہ کی آیتوں میں نہیں ہو جس سے محمدیان ثبوت خبر بہم پہنچا سکیں اور یہہ سب امور قرآن سے بھی بخوبی ثابت ہیں۔ پس شرط اول تو محمد کی رسالت میں پائی نہیں گئی اب شرط ثانی کی نسبت دیکھنا چاہئے۔

حبیب۔ آج تو بہت دیر ہوگئی اب بہتر ہو کہ کل پر یہہ بحث موقوف رہے۔

خسرو۔ ہاں میری بھی یہی رائے ہو۔ کیونکہ اتنا کافی ہو۔

مضطر۔ بہت خوب۔ فی امان اللہ۔ دکھیو کہ مگر اب چلتے چلاتے رات بھر کیلئے غذائے مرغوب روح یہہ تین شعر سب لوگ ساتھ لے لیں جو بالکل میری وسیح کی تصویر ہو اور گذشتہ تقریروں کا خلاصہ بھی ؎

دل کو میرے چھین لیا صورت بوالعجبی نے
ابن خدا ابن البشر آدم وحق لقبی نے۔
عفو معاصی پہ مجھے اور حیات ابدی دی
کیں یہہ عنایات بسا مجھ پہ اُس رب ہی نے۔
صورت عالم سے مٹا اور بنا کر عفو مجھے
ابن خدا کر کے بلایا وہاں آں حسبی نے۔

حبیب۔ کیا خوب۔ ماشاء اللہ مجھے بھی اسوقت تمہارا ایک شعر اپنے حسب خواہ یاد آگیا کہ ؎

تو چاہے تو بخشے نہ چاہے نہ بخشے
تیرے در پہ پر سر جھکائے کھڑے ہیں

خسرو۔ بھائی پھر میرے حسب خواہ بھی ایک شعر مضطر کا ہو سُنلو کہ ؎

نہ خوبی ہو اعمال کی ہم میں کچھ بھی
کفارے سے تیرے بچائے کھڑے ہیں

مضطر۔ خیر بھائی اب مصافحہ کرو اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الی مجیئکم۔

حبیب۔ وعلیکم السلام (مصافحہ کر کے)

اور سب چلتے بنے ہیں اور مضطر بھی تھوڑی دور آکر جُدا ہوگئے کہ رات کو گیارہ بجگئے تھے۔

باقی آیندہ

وَاقِعات اُور رائیں

کوٹگڈھ میں ڈائمنڈ جوبلی

شکر خدا کا جس نے ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کو ۶۰ سال سلطنت عنایت کی اور ہمیں یہہ خوشی وخرمی کا دن دکھایا جس میں آپ کی وفادار رعیت ہر دیار وقصبات میں ملکہ معظمہ سلامت رہیں انشاء اللہ ملکہ کو رکھو تو بخیر وغیرہ بڑی خوش الحانی سے گا گا شکر کا گیت بزبان حمد اُسکے آگے گذران رہی ہو ہمارے اُس منجی یسوع مسیح سے جس نے آپ کو یہہ سلطنت عنایت کی دعا ہو کہ وہ آپ کی عمر دراز کرے تاکہ آپ دہم آیندہ ۷۰ سالہ کی جوبلی کی خوشی میں شامل ہوں۔ نیز ہم سب مسیحیوں کو انتظاری وتیاری کرنا چاہئے تاکہ اپنے منجی کی ہزار سالہ سلطنت کی جوبلی کی خوشی میں شامل ہوں۔ آمین۔

اس چھوٹے سے پہاڑی قصبہ میں جوبلی کی خوشی یوں منائی گئی کہ ۲۰ جون بروز اتوار گرجا میں صبح وشام کی بندگی میں جناب ممدوح قیصرہ ہند کے لئے خاص دعا وشکریہ ادا کرنے کی ترتیب عمل میں لائی گئی سنڈے سکول میں بھی خاص دعایئں کی گئیں۔ ۲۱ جون بروز پیر سب ملازمان مشن سکول کو رخصت دی گئی یہاں کے مشنری صاحب کی طرف سے ایک خاص جلسہ ہوا سب کو انعام واکرام تقسیم کئے گئے اور دن بھر قسم قسم کی کھیلیں ودوڑیں جن کے لئے خاص خاص انعام مقرر تھے کی گئیں۔ عمدہ عمدہ گیت وبھجن ملکہ کی سلامتی کے لئے گائے گئے اس وقت پہاڑی لوگوں کو جمع کر کے پہاڑی گیت گوائے گئے مثلاً (موئے الائیے گالی کیرے ملائیے۔) وغیرہ قطار باندھ کے پہاڑی ناچ بھی کروایا گیا ناچ کیا تھا گویا عجیب بھانوں کا تماشہ تھا۔

یہاں کے مشن کے ایک ہیڈ اندرو نامی نے اپنے تئیں مصنوعی اندھا بنا کر ایک اندھے سادھو کے گیت گانے کی ایک

عجیب نقل سنائی جس کے دیکھنے و سننے سے حاضرین جلسہ کے ہنس ہنس کر پسلیوں میں بل پڑے۔

مشنری صاحب کی تحریک سے یہاں کے قرب و جوار کے لوگوں نے ایک بڑے اونچے ٹیلے پر بہت سی لکڑیوں کا انبار لگایا بوقت شام ۸ بجے ادھر گرجے کا گھنٹہ بجنا اُدھر آگ کا لگنا مردو اطراف سے بندوقوں کا چلنا اور لوگوں کا ہپ ہپ ہرّے کرنا اور ملکہ کی خیر منانا اُس وقت ایک عجیب نظارہ تھا یہہ سب کچھ بجائے آتش بازی کے تھا +

نامہ نگار — از کوٹ گڈھ

جشن ڈائمنڈ جوبلی اجمیر

ہمارے معزز ناظرین آج کل اخباری دنیا میں سیر کرتے ہوئے ہر چہار جانب "ڈائمنڈ جوبلی" کی شان و شوکت دیکھ رہے ہیں پس ہم بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ چلتے چلاتے کچھ دکھا دیں دو شنبہ مورخہ ۲۱ جون ۱۸۹۷ء صبح ہوتے ہی مرغان راجپوتانہ نے یوں بانگ دینا شروع کی "دا تا گا تو۔ ملکہ سلامت" ہر ایک اپنے اپنے خواب غفلت سے جاگ اُٹھا اور کہنے لگا کہ جب پرند قیصر ہند کو مبارکباد کہہ رہے ہیں تو ہم انسان ہو کے کیوں نہ کہیں۔ ہم انہیں خیالات میں غوطے کھا رہے تھے کہ اسی اثنا میں دائی بہاکر درسیٹھ مولچند نیمی چند آف اجمیر کی جانب سے تمام طلبا مدارس و نیز افسران سررشتہ تعلیم کا از سٹیشن آ پہنچا پانچ چھ ہزار آدمی آناً فاناً انا ساگر پر جمع ہو گئے۔ اس وقت کے نظارہ کے لئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہوگا۔ کہ یہہ جلسہ اپنے ڈھنگ کا پہلا ہی جلسہ اضلاع راجپوتانہ میں تھا۔ اس وقت کی ایک نرالی بات اور سنانے دیتے ہیں وہ یہہ ہے کہ دیانندی سکول کے طلبا نے کچھ گن ہمن۔ گن۔ من لگانا شروع کیا جس کو کسی نے پسند نہ کیا۔ بعد ازاں اُن یتیمان نے گانا شروع کیا جو کہ فورڈ ہوم واقع فنیج میں پرورش پا رہے ہیں۔ جن کے گانے سے تمام حاضرین جلسہ محظوظ ہوئے اور یتیم قابل انعام سمجھے گئے۔ اور خوب چیز دی گئیں۔ بعد اُس کے کپتان پریچرڈ صاحب۔ اسسٹنٹ کمشنر آف اجمیر نے رائے بہادر سیٹھ مولچند نیمی چند کا شکریہ زندہ الفاظ میں ادا کیا۔ کچھ عرصہ بعد شیرینی تقسیم ہوئی و عطر پان کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ دو پہر کے وقت ایک عجیب و غریب جلسہ منجانب مسلمانان اجمیر فراہم ہوا۔ اس جلسہ کے ارکین۔ خان بہادر عبداللہ خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ صدر انجمن تھے — و میر عبدالعزیز صاحب تحصیلدار۔ مسٹر الہ نور خاں۔ پریسیڈنٹ درگاہ شریف۔ اس وقت واقعی اہل اسلام نے دولت باغ کو جنت نشان کر دکھایا تھا۔ کھانے پینے کا حال سنئے قریب پانچہزار روپیہ صرف ہوا۔ اس پر طرہ یہہ سمجھئے کہ یہہ روپیہ کسی رئیس و سردار مسلمان کی جیب خاص سے صرف نہیں ہوا تھا بلکہ مسکین مسلمانان نے اپنا پیٹ کاٹ کے دیا تھا۔ "دیل ٹن" شام کا ہونا تھا کہ بڑے پیمانہ پر ایسی روشنی ہوئی کہ قبل ازیں آج کے روز تک شہر اجمیر میں نہیں دیکھی تھی۔ غرضیکہ اس تمام راجپوتانہ میں اہل اسلام نے اپنا تن من دھن صرف کرکے ایسی فیاضی دکھائی۔ جو کہ اوراق تواریخ میں جگہ پانے کے قابل ہے۔ اب دو ایک باتیں اپنے دیانندیوں کی نسبت بھی کہنا مناسب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہہ فرقہ فطرتی مسیحیوں و مسلمانوں کے خون کا پیاسا رہتا ہے۔ لیکن اسوقت انہوں نے بھی خون لگا کے شہیدوں میں نام لکھا دیا اور اظہار خوشنودی و مبارکباد اپنے قول و فعال سے کر دکھائی اب رہے ہمارے برادران مسیحیان انہوں نے بھی قیصر ہند کے لئے دعائیں کیں اور علاوہ ازیں ایک بنگالی جنٹلمین نے "دیل کم لارڈ بشپ" دیا جا بجا روشنی ہی کی گرجے بھی سجائے۔ سب کچھ ٹھیک تھا۔ لیکن جیسے بلا نمک دال نے مزہ دیے مسیحان اجمیر کے جلسے بلا شمولیت ولایتی پادری صاحبان بالکل پھیکے تھے۔ ہمیں اُمید واثق ہے کہ آئندہ دیسی مسیحی (اجمیر) اپنے جلسوں میں ولایتی پادری صاحبان کو از شوق دیکھے بلایا کرینگے تاکہ انتظام وغیرہ ٹھیک رہا کرے۔ اب ہم معہ اپنے ناظرین اخبار ہذا قیصر ہند کو مبارکباد دیتے ہیں کہ خدا وند عیسی وہ دن جلد لاوے کہ آپکی سَتّر سالہ جوبلی بھی منائی جاوے۔

آمین ثم آمین۔ (ترلوچن)

ریاست چمبہ میں جشن ڈائمنڈ جوبلی

جگ جگ راج سوایا۔ ملکہ رانی دا ہ

یہہ مبارک جشن یوں تو دنیا کے اُن سب حصوں میں جہاں جہاں یونین جیک اور مہربان وکٹوریا قیصر ہند کا راج ہے اچھی طرح منایا گیا ہوگا لیکن اس چھوٹی سی ریاست میں جو ہماری ملکہ کے زیر سایہ ہے یہہ بھی اچھی طرح منایا گیا +

۲۱ تاریخ سٹیٹ سکول۔ اور مشن سکول کے طلبا کو انعام تقسیم کئے گئے۔ گھوڑ دوڑ ہوئی۔ بینڈ باجا بجتا رہا۔

۲۲ تاریخ دربار ہوا۔ راجہ صاحب کی طبیعت اگرچہ کسیقدر علیل تھی مگر وہ خود دربار میں تشریف لائے۔ ایڈریس پڑھے گئے۔ اردو بھی اور انگریزی بھی۔

فوج کی قواعد ہوئی۔ سلامی دیگئی۔ قیصر ہند کی سلامتی کا گیت گایا گیا۔ گوڈ سیو دا کوئین۔ ۲۱ قیدی اس جشن مبارک کی خوشی میں راجہ صاحب نے رہا کئے۔ جن میں ۲ دایم الحبس تھے۔ شام کو پھر پوری دربار ہوا۔ روشنی کی گئی۔ ایسی روشنی کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ چاروں طرف کے پہاڑ چراغوں سے جگمگا رہے تھے۔ چوگان میں چراغوں نے چاندنی رات کا سما دکھا دیا۔ آتشبازی چھوڑی گئی۔ ۱۰ بجے رات تک روشنی کا سما بندھا رہا +

سچ تو یہہ ہے کہ ہز ہائنس راجہ شام سنگھ صاحب والیء چمبہ کی خیر خواہی قابل تعریف ہے۔ کس خوشدلی سے اس جشن کو منایا۔ حالانکہ کوئی افسر انگریز وغیرہ یہاں موجود نہ تھا۔ چار آنہ فی کس غریبوں کو خیرات دی گئی۔ سیکڑوں کو کھانا دیا گیا۔ چند مسیحی بھی کھانے میں بلائے گئے۔ کھانے بھی نہایت پر تکلف تھے +

(نامہ نگار چمبہ)

جالندہر شہر میں ایک جلسہ

۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو ایک جلسہ بتقریب جشن نور وز جناب مس تھر

سپرنٹنڈنٹ مدارس زنانہ کے مکان کے احاطہ میں منعقد ہوا جس میں طلبا مدارس زنانہ شہر جالندھر مدعو تھیں۔ تقریب اس جلسہ کی جوبلی قیصر ہند و ملکہ انگلستان تھی۔ اس جلسہ کے کل اخراجات جناب معلی القاب کنور سوچیت سنگھ صاحب بہادر نے عطا فرمائے جن کا شکریہ ہم بوساطت اخبار ہذا ادا کرتے ہیں۔ اہتمام و انتظام میم صاحبہ موصوفہ نے نہایت ہی جانفشانی اور عمدگی سے کیا اور جالندھر جیسے چپ چاپ شہر میں یہ جشن ایک قابل دید نظارہ تھا۔ لڑکیوں کے لئے انواع و اقسام کی مٹھائیاں اور خوشبودار شربتیں موجود تھیں مکان اور اطراف احاطہ بے شمار چراغان اور قنادیل سے منور کیا گیا تھا اور احاطہ کے باہر جانب شمال ایک بھنگوا مسرت افزا بجنے کے لئے لگا ہوا تھا جس نے جلسہ کی رونق کو اور طلبا کی خوشی کو دوبالا کر دیا۔ خوشی کے نعروں سے زمین کانپی اور آسمان تھرتھرایا غرض جس وقت آٹھ سو کے قریب پیاری پیاری شکلیں چمن کے پھولوں کے ساتھ مل جل گئیں اور جانداروں کی بے جانوں کے ساتھ غمزہ بازیاں شروع ہو گئیں تب اشتیاق نظارہ خلد بریں چاک ہو کر ہوا ہوا اور جس وقت مفصلہ ذیل ایڈریس پڑھ کر میم صاحبہ موصوفہ نے لڑکیوں کو الوداع کہا تو حاضرین اور ناظرین کے دلوں سے یکبار اور یکوقت ایک سرد آہ حسرت اس خوبصورت نشست کے پیرایہ میں ملبس ہو کر آسمان کی طرف چڑھ گئی +

مل کار جہان فانی کبھی نہیں ایک قاعدہ پر
بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہیں ہیں ایک قاعدہ پر
جو چار دن ہو وفور راحت تو بعد اُس کے غم و الم ہو

میری عزیز لڑکیو استانیوں اور کل حاضرین

میں نہایت خوش ہوں کہ تم میں سے بہت اس موقعہ پر جو کہ ہماری ملکہ معظمہ قیصر ہند کی ساٹھ سالہ سلطنت کا جشن ہے حاضر ہوئی ہو۔ یہ ہم سب کے واسطے ایک خوشی کا موقعہ ہے کیونکہ اس ملکہ کے عہد میں ہم سب نے بہت کچھ آرام پایا ہے۔ اس ملکہ کے عہد میں ہمارے بزرگوں کی بعض خراب رسمیں مثلاً لڑکیوں کی بیقدری وغیرہ رفع ہو گئی ہیں اور اُس کے علاوہ لڑکیوں کی تعلیم کا سلسلہ بھی اسی ملکہ کے عہد میں شروع ہوا۔ لہذا اس موقعہ پر جو ملکہ معظمہ کی ساٹھ سالہ جوبلی کہلاتی ہے ہم کو بہت شکرگذار ہونا چاہئے اور مناسب ہے کہ تم جو تعلیم پاتی ہو ملکہ کے حال سے واقف ہو واضح ہو کہ ملکہ جس کا نام وکٹوریہ ہے جب ایک چھوٹی عمر کی لڑکی تھی اُس کے والد ڈیوک آف کنیٹ کا انتقال ہو گیا پر اُس کی والدہ نے جو ایک دیندار عورت تھی اُس کی پرورش اور تعلیم کو بڑی دانائی سے انجام کو پہنچایا۔ اُس کا کھانا پینا جیسا عام لڑکے لڑکیوں کا ہوتا ہے ویسا ہی رکھا تاکہ وہ ہر ایک قسم کے لوگوں سے ہمدردی کر سکے۔ اس موقعہ پر مجھے ملکہ کی نسبت ایک حکایت یاد آئی ہے سو میں بیان کرتی ہوں جب ملکہ کی عمر قریباً چھ سال کی تھی تو اُس کو چھ شلنگ ہفتہ وار جیب خرچ ملتا تھا۔ ایک دفعہ ایک دوکان میں ایک گڑیا دیکھی جو ملکہ کو پسند آئی اندر جا کر قیمت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ کافی پیسہ جیب میں نہ تھا کیونکہ گڑیا کی قیمت چھ شلنگ تھی لہذا واپس چلی گئی۔ ہفتہ وار پھر جیب خرچ ملنے پر اُسی دوکان میں جا کر گڑیا کو خرید لیا۔ جب گڑیا کو لے کر واپس آ رہی تھی تو ایک اُستاد فقیر نے اپنا معمولی دردناک قصہ آ سنایا۔ ملکہ نے افسوس سے جواب دیا کہ میرے پاس تو چھ شلنگ تھے سو گڑیا خریدلی ہے۔ تھوڑی دور جا کر ایک خیال آیا تو واپس دوکان میں آ کر دوکاندار سے پوچھا کہ کیا تم گڑیا کو ایک ہفتہ اور رکھ سکتے ہو اُس نے کہا کہ ہاں۔ اس پر ملکہ نے گڑیا واپس دیدی اور کچھ نہ کہا تھوڑی دیر کے بعد دوکاندار نے پوچھا کہ کیا تم قیمت واپس مانگتی ہو ملکہ نے کہا کہ ہاں۔ اس پر دوکاندار نے چھ شلنگ واپس دیدیئے ملکہ نے باہر آ کر وہی چھ شلنگ اُس فقیر کو دیدیئے اور دوسرے ہفتہ چھ شلنگ جیب خرچ ملنے پر وہ گڑیا خریدلی حقیقت میں ملکہ کی زندگی ایسی ہی گذری۔ اور چونکہ وہ ایک طرح سے یتیم رہ گئی تھی اُس کی خاص ہمدردی یتیموں کے ساتھ رہی ہے اور بہت دفعہ اپنے ہاتھ سے کپڑے سی کر یتیموں کو تقسیم کرتی رہی ہے۔ ملکہ معظمہ بعمر ۱۹ برس کی عمر میں تخت نشین ہوئی کیونکہ اور کوئی وارث نرینہ نہ تھا۔ تاریخ تخت نشینی ۲۰ ماہ جون ۱۸۳۷ء تھی اسی واسطے اس سال کو ملکہ کی ساٹھ سالہ جوبلی کہتے ہیں تخت پر بیٹھنے کے بعد اُن کی شادی شاہزادہ البرٹ کے ساتھ ہوئی جس کے ساتھ اُس نے ۲۲ سال فرمانبرداری اور محبت کے ساتھ نبھائی اور اب عنقریب ۳۶ سال سے بیوہ ہے اور اسی وجہ سے بیواؤں کے ساتھ اُس کی ہمدردی ہے اور خصوصاً ہندوستان کی بیواؤں سے۔ اور جو کچھ کہ بیواؤں کے آرام کے لئے کیا جاتا ہے اُس سے وہ نہایت خوش ہوتی ہے ملکہ معظمہ نہایت دیندار عورت ہے اور اپنے بچوں سے از حد محبت رکھتی ہے اُس کی زندگی کا حال ہمارے لئے ایک نمونہ ہے۔ اس موقعہ پر ہماری یہ دعا ہے کہ خداوند کریم کہ جس نے اُس کو اتنی مدت تک زندہ رکھا ہے آیندہ بھی اپنی شفقت کا ہاتھ اُس پر رکھے۔ یہ بھی تم پر واضح ہو کہ اس جشن کے متعلق جو سامان ہوا ہے سو ہمارے مربی اور مہربان کنور سوچیت سنگھ صاحب بہادر اہلو والیہ کی طرف سے ہوا ہے جن کی اوس مہربانی کی نگاہ نہ صرف اپنی ہی قوم پر ہے بلکہ سرکار انگلشیہ کے بھی ہمیشہ خیرخواہ رہے ہیں اور ہیں۔ اس لئے ہم اپنی شکرگذاری کا اظہار کنور سوچیت سنگھ صاحب موصوف کے واسطے اپنے ہاتھ سے تالی بجا کر کریں +

(نامہ نگار جالندھر)

چھمبہ

آجکل چھمبہ کی کلیسیا میں خدا کے فضل سے روحانی مجلسیں خوب ہو رہی ہیں۔ پنجاب کے مسیحی بھائیوں سے التماس ہے کہ وہ اس کلیسیا کے واسطے دعا کریں۔ کہ خدا ان روحانی مجلسوں پر برکت بخشے۔ یہاں برسات شروع ہو گئی ہے۔ مگر بہت سستی سے۔ تھوڑی بارش ہوتی ہے۔ اناج یہاں خوب سستا ہے۔ ۲۰ سیر گیہوں ہے +

راقم
(بٹالوی)

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن۔ جون ۲۲-۲۳ تاریخ کی رات کو لنڈن میں روشنی اس قدر کی گئی کہ آگے کبھی نہ ہوئی تھی اور صبح کے ۲ بجے تک ہوتی رہی۔ تماشائیوں سے سڑکیں بھری ہوئی تھیں +

ملکہ کل کی مشقت کے بعد بالکل تھکی نہ تھیں اور آج اُن کی طبیعت عمدہ ہے +

دُنیا کے تمام حصّوں میں جہاں نوآبادیاں ہیں جشن کے تیوہار منائے گئے اور جہاں کہیں انگریزی رعایا بتعداد اعظم یا اثر کہ میں رہتے تھے خوشیاں منائیں گئیں +

لارڈ وولسلی نے ایک حکم جاری کیا جس میں بیان کیا کہ ملکہ جوبلی کے دن تمام افواج کی وضع سے بہت راضی ہوئیں اور ہندوستانیوں اور نوآبادملکیوں کے حاضر ہونے سے اُن کو بڑی مسرت اور بڑا فخر ہوا +

ممبران ہوس آف لارڈس اور ہوس آف کامنس بکنگھم پیلس کو جلوس کے ساتھ ملکہ کی خدمت میں اپنے اپنے ایڈرس پیش کرنے کو گئے۔ اس کے بعد چار سو میئروں کی ملاقات ہوئی +

ملکہ نے پیڈنگٹن کو جاتے ہوئے گرین پارک میں دس ہزار لڑکوں کے اکٹھ کا ملاحظہ کیا۔ یہہ نظارہ بے نظیر اور بارونق تھا +

لنڈن جون ۲۴۔ ایتھنز میں بیان کیا جاتا ہے کہ عنقریب ایک صلح نامہ پر تمہیدی طور پر دستخط کئے جائینگے۔ اغلباً آنے والے سنیچر کے روز +

کلکتہ جون ۲۴۔ سلہٹ کا ایک کاشتکار بیان کرتا ہے کہ اس زلزلہ نے باغات کا سخت نقصان کردیا ہے اور پیداوار میں پندرہ ملین پونڈ کی کمی آویگی +

تازہ خبر ہے کہ اسام اور بنگال ریلوے اکھوڑا اور بلاور کے درمیان جن میں ۱۲۸ میل کا فاصلہ ہے اسال ٹریفک کے چلنے کی اُمید نہیں کیجاتی ہے +

اور علاوہ آمد کے نقصان کے تیس لاکھ روپیہ کی لاگت مرمت میں آجگی +

پونا جون ۲۳۔ پونا میں ایک سخت حادثہ ہوا ہے مسٹر ڈبلیو۔ سی۔ ریڈ صاحب پلیگ کمشنر اور ایک اور افیسر جب وہ گورنمنٹ ہوس سے واپس آرہے تھے قتل کئے گئے۔ کئی آدمی معلوم نہیں کہ ہندو تھے یا مسلمان گاڑیوں کی گھات میں لگے رہے اور پستولوں سے گولیاں چلائیں۔ مسٹر آئرسٹ کا سر بالکل پھٹ گیا اور وہ دفعتاً مرگئے۔ مسٹر ریںڈ کو شانوں کے نیچے گولی لگی۔ مسٹر ریںڈ کی حالت بے قراری کی سی ہے۔ کہتے ہیں کہ پولیس نے دو جہالی تلواریں اور ایک کلہاڑی پائی۔ یہہ کام اغلب ہے کہ کسی ہندوستانی کا ہے کیونکہ مسٹر ریںڈ کو اس وبا کے باعث لوگ پسند نہیں کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ غلطی سے مسٹر آئرسٹ مارے گئے۔ دس ہزار روپیہ کا انعام رکھا گیا ہے +

روس روم میں ایک خفیہ گفتگو سے اتحاد ہورہی ہے روس ایشیائے کوچک میں کچھ علاقہ چاہتا ہے +

۲۴ کو لنڈن سے خبر آئی کہ امریکن گورنمنٹ نے عہدنامہ الحاق ہوائی کو سب کمیٹی کے سپرد کیا ہے۔ جاپان اس عہدنامہ پر سخت معترض ہے اور اندیشہ ہے کہ اس سے پیچیدگیاں پیدا ہونگی جاپان نے گویا کہ الٹیمیٹم بھیجا ہے کہ اگر اُس کے حقوق کو نظرانداز کرینگے تو جنگ ہوگی +

لنڈن کی خبر ہے کہ حضور ڈیوک آف کناٹ تبس فوج کے ایجوٹنٹ جنرل مقرر کئے گئے +

شملہ ۲۴۔ ایسٹرن بنگال ریلوے کی سڑک جو زلزلہ سے ٹوٹ گئی تھی مرمت ہوگئی ہے اور سڑک کھل گئی ہے +

آسام سے حیرت انگیز خبریں آئی ہیں۔ گورنمنٹ کا بلاشبہ کئی لاکھ روپیہ کا نقصان ہوگیا ہے۔ ۲۰ پوسٹ آفس کی عمارتیں گر گئیں ہیں اور آسام بنگال ریلوے کے متعلق کے بعض ٹنل کو نقصان پہنچا ہے +

لنڈن جون ۲۶ گلوب اور پال مال گزٹ پونا کی ہیبت خیز خبروں کے بیان کرتے وقت کہتے ہیں کہ یہہ ماجرا دیسی اخبارات کے مفسدانہ آرٹیکلوں کا نتیجہ ہے اور کہتے ہیں کہ دیسی اخبارات کی آزادی کو روکنا چاہیئے +

لنڈن جون ۲۷۔ کینڈیا کی خبر ہے کہ مسلمانوں نے کل رات دھاوا کیا اور باغیوں پر بے خبر آپڑے سخت جنگ شروع ہوا جس میں ۲۷ مسلمان زخمی ہوئے اور مارے گئے باغی بدلہ لینے کو تیاریاں کر رہے ہیں +

لنڈن ۲۸۔ سواکم میں جو لوگ آئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ مقام آمدرمان میں مقابلہ کریگا اس مقام پر اُس کے پاس تیس ہزار پیادہ معہ پانچ ہزار سوار ہیں +

لنڈن جون ۲۸۔ فینانشل کمیشن جو قسطنطنیہ کے سفیروں نے مقرر کی ہے رپورٹ کرتی ہے کہ تاوان جنگ جو یونان کو دینا پڑیگا زیادہ سے زیادہ چار ملین پونڈ ہوگا +

لنڈن جون ۲۸۔ جس حال کہ ملکہ کی خدمت میں سینکڑوں تاریں اُنکی مملکت کے تمام حصّوں سے پہنچی ہیں کہ وہ اُنکا جواب فرداً فرداً نہیں دیسکتی ہیں حضور ممدوح نے پریس کے ذریعہ اظہارات وفاداری و خیرخواہی کے لئے دلی شکریہ ظاہر کیا +

لنڈن جون ۲۹ چنشو اور اوٹنیل جہاز ایڈن کی کُل تباہی کی خبر پہنچی ہے بعض مسافر اور اہل جہاز ڈوبے ہیں لیکن نقصان جو واقعی ہوا ہے وہ ابتک نامعلوم ہے +

الہ آباد جون ۲۹۔ خبر پہنچی ہے کہ مسٹر ریںڈ اور دیگر ممبران برٹش مشن کے جو ابی سینیا کو گئی ہے عدن میں سلامت پہنچ گئی ہے اور انگلستان کو روانہ ہوگئی ہے یقین کیا جاتا ہے کہ نتیجے خاطر خواہ ہوئے ہیں اگرچہ مفصل کیفیت ابتک معلوم نہیں ہے +

مضامین مفید المبتدئین

ہیرا کوچے میں پڑا رہتا ہے اور بے پرواہ پاس سے گذر جاتا ہے

اب دوپہر کے قریب ہے اور امرتسر کے گرو بازار میں یہی وقت سب سے زیادہ کاروبار کا ہوتا ہے۔ مٹھائی والے اپنا سودا بیچ رہے ہیں۔ کپڑے والا اپنا کپڑا اور قسم قسم کے اہل پیشہ اپنی اپنی تجارت میں مشغول ہیں۔ قلفی گر اپنے ٹھنٹھنانے والے جھنجھا میں۔ کسیرا اپنی کھٹ کھٹ میں۔ علاوہ اس کے شہر کے شور سے کان پھٹے جاتے ہیں۔ مگر یہہ غل اُن دو شخصوں کو جو چپ چاپ گفتگو میں مشغول ہیں نہیں پہنچتا۔ شور اتنا ہے کہ اُن کو بلند آواز سے بولنا پڑتا ہے۔ اسلئے تعجب نہیں اگر اُس ہوشیار پٹھان نے ان کی گفتگو سُن لی ہو۔ جو ایسا ہرزہ گردی کرتا تھا گویا اپنے کو بہلا رہا ہے۔ یہہ دو شخص سکھ تھے۔ فی الحقیقت جوہری تھے جو کارخانہ سے کوئی بنا ہوا کام رستے میں لئے جاتے تھے۔ ان میں سے چھوٹے نے کوئی بات کہی جس کے جواب میں اُس کے رفیق نے کہا۔ "تیرے جیسے کیا تم یہہ تمثیل نہیں جانتے۔" "ہیرا راستے میں پڑا ہے اور بے پرواہ پاس سے گذر جاتے ہیں۔ بلکہ کسی نے کبھی سُنا کہ بازار میں جواہر اُٹھا لینے کے واسطے پڑا ہو پر اُس کو کوئی نہ لے؟" ان دونوں شخصوں نے پٹھان کی طرف پھر کر دیکھا جو بڑے غور سے اُن کی طرف دیکھ رہا تھا جب اُس نے اِس بات کو دُہرایا۔ بھائی امر سنگہ نے کچھ تامل کے بعد کہا۔ "فرض کرو کہ کوہ نور کسی سُنہرے تاج میں مرصع ہو اور [illegible] میں لٹکا ہو۔ کیا اس میں کوئی شک ہے کہ کوئی شخص بلکہ تم بھی اُسے نہ پالو؟ دیکھو بزاز سوائے اپنے کپڑے کے کسی اور کا خیال نہیں کرتا اور نہ مٹھائی والا سوائے اپنی مٹھائی کے۔ سوداگر کا پورا دھیان اپنے سودے کا ہے۔ اور تمہارا دھیان لگ رہا ہے میرے جوان دوست اگر مجھکو کہنے کی ہمت ہو تمہارے مخمل کے چغہ پر ہے۔ سب ایسے مشغول ہیں کہ کسی اور بات کا خیال نہیں کرتے۔"

یہہ جوانمرد جس کا نام فضل خان تھا بات کے آخر تک مشکل سے ٹھہرا ہوگا کہ چل نکلا۔ کچھ کچھ گلیوں سے گذرتا ہوا ایک کتب خانہ میں پہنچا اور وہاں ٹھہر گیا۔ ایک بوڑھا آدمی دروازے پر بیٹھکر دھیمی آواز سے کسی کتاب میں سے پڑھ رہا تھا اور اُس کا برادر جو دکان کا مالک تھا اپنا مال اندر درست کر رہا تھا۔ خریدار کو دیکھکر یہہ کام موقوف کیا اور اُس کے پاس باہر آیا اور اُس اچھے لباس والے جوان کو نزدیک آتے دیکھکر ادب سے کہا۔ "خان صاحب سلام۔ میں آپکی خدمت کس طرح بجا لاؤں؟" فضل خان نے کچھ رسالے اُٹھا کر کہا "تمہارے پاس کیا ہے؟" "صاحب یہہ الف لیلہ ہے۔ یہہ گلستان ہے۔ وغیرہ۔" کچھ تامل کر کے اُس جوانمرد نے الف لیلہ خرید لی اور چلنے لگا۔ اُس بوڑھے آدمی نے جو دروازے پر بیٹھا پڑھ رہا تھا ایسے شوق سے اوپر دیکھا کہ فضل خان ٹھہر گیا۔ اور کہا "کیا ہوا؟" بوڑھے آدمی نے اُس کتاب کی طرف جو وہ پڑھتا تھا اشارہ کر کے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ تم اس کتاب کو اُس کے بدلے میں پسند کرتے۔" فضل خان نے نیچے جھک کر کہا "دیکھوں" کتاب اُٹھا کر اُسکی نظر ان الفاظ پر پڑی۔ "حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔" اُس نے واپس کر کے کہا "میں اس میں کچھ نہیں دیکھتا۔ جواہر گلی میں پڑا ہے اور بیخبر پاس سے گذر جاتے ہیں۔"

فضل خان ناراضگی سے چلا گیا۔ اور غصے میں خیال کرنے لگا۔ "کیوں ہر ایک شخص مجھ ہی کو نصیحت کرتا ہے جب میں عیش کرنا چاہتا ہوں۔" خواہ وہ کچھ ہی کرتا مگر یہہ لفظ کہ "ہیرا گلی میں پڑا ہے اور بیخبر پاس سے گذر جاتے ہیں" اور پھر "تاریکی نے اُسے دریافت نہ کیا۔" اُس کے دل میں بیٹھ گئے جن کو وہ نکال نہیں سکتا تھا۔ خیر وہ گھر گیا۔ اُس کو دور نہ جانا تھا کیونکہ کتب خانہ اُس کے گھر کے سامنے ہی تھا۔

اِس بات کو کئی سال گذر گئے اور یہہ کتب خانہ نئے مالک کے ہاتھ میں آ گیا یعنے کریم بخش نامی کے۔ یہہ وہی بوڑھا شخص تھا جو دروازہ پر بیٹھکر پڑھتا تھا۔ کسی انجان دیکھنے والے کو تھوڑی تبدیلی دکھائی دیتی تھی نسبتاً صفائی اور ستھرائی تھی نظر آتی تھی اور دروازہ کے اوپر سُنہرے حرفوں سے یہہ لکھا تھا "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا۔ کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے۔" ان گذرے ایام میں وہ نوجوان فضل خان ایک دولتمند سردار ہو گیا تھا اور فضل خان۔ صاحب بہادر بن گیا تھا۔ اُس کا چچا بہی جائداد چھوڑ گیا تھا جس سے اُسکو اپنی دولت لاکھ [illegible] آمدنی ہوتی تھی۔ جو شے کہ دولت سے خریدی جا سکتی تھی۔ اُس کے پاس تھی لیکن وہ خوش نہ تھا۔ اور کیوں؟ اس لئے کہ روح جو ایک بیش بہا جواہر ہے وہ اُس چیز سے سیر نہیں ہو سکتی جس میں خدا کی پہچان نہ ہو۔

فضل خان روز مرہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا۔ اور اُس بوڑھے آدمی کو دکان پر سلام کرتا۔ پر کبھی ٹھہر کر کوئی کلام اُس سے نہ کرتا۔ ایکدن اپنے پرانے دوست کو معمولی جگہہ میں نہ دیکھکر ٹھہر کر دریافت کیا۔ چھوٹے کمرے میں داخل ہو کر دیکھا کہ وہ ضعیف آدمی ایک نیچی چارپائی پر سخت بیمار پڑا ہے۔ فضل خان نے مہربانی سے پوچھا "آپ کیسے ہیں؟" اُس نے جواب دیا۔ "بہت بیمار ہوں پر بالکل خوش ہوں۔"

سردار نے قدرے سراسیمہ ہو کر پوچھا۔ یہہ کس طرح! میں تو تندرست ہوں پر خوش نہیں۔ آپ بیمار ہیں اور کامل آسودگی میں ہیں یہہ کیا!

بوڑھے آدمی نے کہا "صاحب۔ انسان کی زندگی جسمانی حال پر منحصر نہیں ہے۔ لیکن ایک قیمتی ملکیت پر ہے۔ وہ بڑے داموں کا جواہر ہے۔ ایک ایسا ہیرا جس کی چمک دمک روشن ترین ستارے سے بھی بڑھکر ہے۔ جو غریب سے غریب آدمی کو دنیا میں مالدار بناتا ہے۔" "وہ جواہر کہاں ہے؟"

بوڑھے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہیرا کوچے میں پڑا ہے اور بےخبر پاس سے گذر جاتے ہیں۔"

سردار نے بے صبر ہو کر پکارا "آپ کا کیا مطلب ہے؟ ایکدفعہ آگے بھی آپ نے یہی کہا تھا۔ اور میں نے بہت دفعہ خیال کیا کہ آپ نے کیوں کہا!"

جواب دیا کہ اوپر دیکھو۔

دولتمند نے اوپر نگاہ کی اور پہلی دفعہ اُن سُنہرے حرفوں کو پڑھا۔ جس کی خوبصورتی نے اس سے پیشتر گذرتے ہوئے کی نگاہ کو کھینچا تھا۔ لیکن جس کے معنے اب دل کے اندر کھُب گئے "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا۔ کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے۔"

بس یہی سب!

خدا کی محبت کا بڑا بھید تھا جو خداوند یسوع مسیح میں ظاہر ہوا اور جو ابھی تک لوگوں کی نظر سے چھپا ہے صرف اس لئے کہ گویہ نیکی بیش قیمت ہونیکی وجہ سے جہان کو بخشی گئی تاہم کوئی نہیں دیکھتا اور نہیں یقین کرتا۔ اگرچہ بیش بہا ہیرے کی مانند لوگوں کی مستغرق نگاہ میں چمکتا ہے لیکن کام میں غرق ہونے کے باعث نہیں دیکھتے +

بقیہ اڈیٹوریل نوٹ کا صفحہ اوّل

پر لکھتا ہے۔ قوم میں جس قدر بدی بڑھتی ہے اُسیقدر خوفناک بربادی ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اگر یونان مصر روم ہندوستان میں گناہ اور شرارتیں حد سے نہ گذر جاتیں تو یہہ ممالک ایسی تباہ ترین آفتوں اور مصیبتوں میں نہ گرفتار ہوتے مذکورہ بالا بیان سے زمانہ حال کے لئے ہم دو نہایت مفید سبق سیکھتے ہیں۔ ایک تو یہہ کہ قوم انگریزی کے سارے کام پکے جاتے ہیں۔ جس قدر راستی سے انحراف ہوگا۔ اُسی قدر ہلاکت واقع ہوگی یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ جس قدر ظلم ناراستی اور بدکاریاں ہونگی خدا کی قدوسیت اُسی قدر اِس قوم پر غضب میں آئیگی اور علانیہ اس کا بدلہ لیا جاویگا۔ اسلئے اس قوم کو لازم ہے کہ اپنی ہستی کی خاطر ناراستی کو چھوڑ کر راستی کی پیروی کرتے رہیں۔ دوسرا سبق یہہ ہے کہ ہندوستان کی اُمید بڑے بڑے ریفارمروں کے درسوں پر نہیں اور نہ اُس جماعت پر جو نام کے مسیحیوں سے بھری ہوئی ہے بلکہ راستی پر مسیحی جماعت ہندوستان کو بچانیکا باعث ہوسکتی ہے اور قوم انگریز اور بھی زیادہ ترقی کرسکتی ہے بشرطیکہ وہ ہمیشہ خداوند مسیح کے اس حکم کی تعمیل کرے۔ کہ پہلے خدا کی بادشاہت اور اُس کی راستبازی کو ڈھونڈھو

اور یہہ ساری چیزیں ملکوتی جلال کی راستبازی مسیح سے ظاہر ہوئی جیسا کہ لکھا ہے "اب خدا کی راستبازی شریعت کے بغیر ظاہر ہوئی جس پر شریعت اور نبی گواہی دیتے ہیں یعنی خدا کی وہ راستبازی جو یسوع مسیح پر ایمان لانیسے ملتی ہے سب کیلئے اور اُن سب پر جو ایمان لاتے ہیں" رومیوں ۳ باب ۲۱ و ۲۲۔ اور مسیح کو قبول کرنیسے اور اُس کے نمونہ پر عمل کرنیسے قوم انگریز اور مسیحی جماعتوں میں وہی راستبازی قایم ہوگی اور قایم رہیگی جو مہلک آگ اور ابدی شعلوں میں قایم رہ سکتی ہے +

فہرست نادہندگان

ہم کو اسبات کو ظاہر کرتے افسوس معلوم دیتا ہے کہ بعض صاحبان اخبار کی خریداری تو اختیار کرتے ہیں مگر قیمت ادا کرنا نہیں جانتے۔ بعض ایسے صاحبان کو ۱۸۹۶ء کے شروع میں جب اُن سے قیمت وصول نہ پائی اور اخبار بند کرنا پڑا ہم نے اطلاع دیدی تھی کہ اگر آپ قیمت ادا نہ کرینگے تو ہم بمجبوری آپ کا نام نادہندگان کی فہرست میں درج کر دینگے۔ اور باوجود اس کے ہم نے مکرر سہ کرر اُن کو بذریعہ پوسٹ کارڈ یاددہانی کی پر کوئی جواب نہ ملا۔ اب اگرچہ ہماری دلی خشا تو نہیں تھی مگر ہمکو مجبوراً اپنا وعدہ پورا کرنا پڑتا ہے اور ذیل میں ہم اُن کی فہرست چھاپنا شروع کرتے ہیں + (ایڈیٹر)

(۱) منشی امام بخش صاحب بمعرفت بابو رمضان مشو ہرا۔ ضلع شملہ۔ ذمہ .... عہ ۱۱؍
(۲) غلام محی الدین۔ ٹوفران برج دہلی .... عہ ۱۱؍
(۳) خان دیوان خان۔ کوٹ مراد بخش .... ؏ ۸؍
(۴) لالہ مایا رام۔ ٹھیکیدار۔ امرتسر .... ؏ ۱۵؍
(۵) سید رسیت الحسین۔ سانبھر۔ راجپوتانہ ... صہ
(۶) منشی نور محمد۔ لودیانہ .... ۱۳؍
(۷) محمد عالم۔ نگیانہ ضلع جھنگ .... ؏ ۱۵؍
(۸) چودھری عبد اللہ۔ عرضی نویس۔ رعیہ ضلع سیالکوٹ ؏ ۲؍
(۹) خورشید علی۔ ہیڈ وارڈر۔ ڈسٹرکٹ جیل گونڈا ..... صہ
(۱۰) بابو دینا ناتھ شاد۔ ترنتارن .... ؏
(۱۱) ولایت اللہ خان۔ ڈیرہ ٹانک .... ؏
(۱۲) مسٹر رونس ٹامس۔ بدوملی۔ ضلع سیالکوٹ۔ ؏

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ ......
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ ......
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ ......
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ ......
قیمت دو کاپیوں یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی معہ ضمیمہ
بغیر ضمیمہ

پادری اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب اڈیٹر و منیجر نور افشاں کے واسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم وائیلی کے اہتمام سے چھپا